Research Journal
Tahqeeqat
eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334
ریسرچ جرنل
تحقیقات

اُردو ادب کے فروغ میں "اُردو مرکز" کا حصہ

The Role of "Urdu Markaz" in the promotion of Urdu literature

Dr. Muhammad Khalid Latif Sahil
Senior Visiting Faculty, Govt. College University, Lahore.

ڈاکٹر محمد خالد لطیف ساحل
سینئر وزٹنگ فیکلٹی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Allama Tajwar Najeebabadi was a prominent creative writer, Editor of number of literary magazines and compiler of literary books published from publishing organization named as "Urdu Markaz". His markable selections from Urdu literature of all times were everlasting. Eminanat scholars, poets and writers, such as Asghar Gondvi, Jiger Muradabadi, Yas Yagana Changayzi , Tasadduq Hussan Khalid, Semab Akbarabadi, Hamid Ali Khan, Mayla Ram Wafa, Asgher Hussain Nazeer Ludhanvi, were engaged to arrange and select classic and modern literary work of Urdu, under UlamaTajwar's supervision at Lahore in early twentieth century. In the presence of such great poets and scholars, the scenario of literary activities changed in Lahore.

Keywords: *Urdu Markaz, Punjab Book Depo , Literary work, Payam e Zindgi , Muntakhib Afsanay, early twentieth century, Sir Abdul Qadir , Allama Iqbal , Allama Tajwar Najeebabadi ,Lahore*

کلیدی الفاظ: اردو مرکز، پنجاب بک ڈپو، ادبی تصنیفات، پیام زندگی، منتخب افسانے، بیسویں صدی کا آغاز، سر عبد القادر، علامہ اقبال، علامہ تاجور نجیب آبادی، لاہور

اردو مرکز کے قیام کے بارے میں مختلف روایات موجود ہیں۔اس سلسلے میں نظیر لدھیانوی لکھتے ہیں کہ مولانا نے اگست ۱۹۲۵ء میں عطر چند کپور اینڈ سنز کے اشتراک سے سر شیخ عبد القادر اور شیخ نور الٰہی، انسپکٹر آف سکولز لاہور کی نگرانی میں "اردو مرکز" کے نام سے تصنیف و تالیف کا ایک ادارہ شروع کیا(۱) نظیر لدھیانوی ۱۹۶۵ء میں علامہ تاجور کے بارے میں لکھے گئے اپنے ایک اور مضمون میں بھی مندرجہ بالا تاریخ (اگست ۱۹۲۵ء) ہی درج کرتے ہیں (۲) اسی تاریخ کو ڈاکٹر سہیل عباس بلوچ نے بھی درج کیا ہے (۳) اور محمد اقبال خاں نے بھی "اصغر گونڈوی - آثار و افکار" میں یہی تاریخ نظیر لدھیانوی کی مذکورہ کتاب کے حوالے سے درج کی ہے (۴) اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ ان تمام حوالوں کا مآخذ صرف ایک ہی ہے اور وہ نظیر لدھیانوی کی تحریر ہے۔جب کہ ڈاکٹر علی محمد خان لکھتے ہیں کہ ۱۹۲۶ء میں لاہور کے مشہور کتب فروش ادارے عطر چند کپور اینڈ سنز کے تعاون سے "اردو مرکز" کے نام سے ایک ادارہ تصنیف و تالیف قائم کیا(۵) علامہ تاجور نے خود بھی اس کے قیام کا سن ۱۹۲۶ء بتایا ہے (۶) اصغر حسین خاں نظیر لدھیانوی کے بقول:

"راقم الحروف اور اختر شیرانی اس ادارے کے اولین ارکان تھے۔بعد ازاں ملک کے چوٹی کے شعرا اور ادبا مثلاً حضرت جگر مرادآبادی، حضرت اصغر گونڈوی، یاس یگانہ چنگیزی ایسے اساتذہ فن "اردو مرکز" سے وابستہ ہوئے۔"(۷)

شمس العلما علامہ تاجور نجیب آبادی فروری ۱۹۲۶ء کے "ہمایوں" میں اس سلسلے میں اشتہار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انشا پردازوں کی ضرورت:

سات ایسے بلند پایہ پردازوں کی ضرورت ہے جو نظم و نثر کا عمیق ذوق رکھنے کے ساتھ ہی اردو ادب کی روایت اور تفصیلی تاریخ سے بخوبی ماہر ہوں۔ ان میں سے دو حضرات کا انگریزی دان ہونا بھی ضروری ہے۔ ایسے حضرات بھی درخواست کر سکتے ہیں جو نظم کا اچھا ذوق رکھتے ہوں اور فن سے اچھی طرح واقف ہوں۔ درخواستوں کے ساتھ اپنی ادبی خدمات و قابلیت کا حال تفصیلی طور پر بھیجنا چاہیے۔ تنخواہ پچاس سے ستر تک حسب قابلیت دی جائے گی۔ ملازمت کا تعلق بالکل مستقل اور دوستانہ ہو گا۔ افسری ماتحتی کا کوئی سوال نہ ہو گا۔"(۸)

"ہمایوں" میں دیئے گئے اشتہار سے اس امر کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ فروری ۱۹۲۶ء تک اردو مرکز تکمیل کے مراحل میں تھا اس لیے تاجور کا یہ کہنا کہ اردو مرکز کا قیام ۱۹۲۶ء میں ہوا، درست تسلیم کرنا پڑے گا۔

اُردو مرکز کو قائم کرنے، اسے فعال بنانے اور اپنی معاونت کے لیے علامہ تاجور نے معاونین کے انتخاب کے لیے انتہائی سخت شرائط رکھیں۔ چوں کہ علامہ تاجور کے سامنے اردو ادب کی تاریخ سے اہم مواد کے انتخاب کا مرحلہ تھا اس لیے اُردو مرکز کے کارکنان کے انتخاب کو انھوں نے نہایت اہمیت دی۔ انہیں ایسے بلند پایہ انشاپردازوں کی ضرورت تھی جو نظم و نثر کا عمیق ذوق رکھنے کے ساتھ ساتھ اُردو ادب کی تفصیلی تاریخ سے بخوبی واقف ہوں اور انگریزی دان بھی ہوں۔ یہ کوئی معمولی شرائط نہ تھیں۔

اُردو مرکز کے بارے میں ۱۹۴۱ء میں تاجور لکھتے ہیں:

"اُردو مرکز کے نام سے ۱۹۲۶ء میں ایک ادارہ تصنیف و تالیف " قائم کیا تھا جو اب تک قائم ہے۔"(۹)

علامہ تاجور کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۹۲۶ء کو قائم ہونے والا ادارہ "اردو مرکز" ۱۹۴۱ء کے بعد تک ان کی زیر نگرانی تصنیف و تالیف میں مصروف رہا۔ اردو مرکز کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ اردو ادب کے انبار سے مفید اور جاندار حصہ انتخاب کر کے تاریخی اعتبار کے ساتھ شائع کیا جائے۔ اس کے ڈائریکٹرز، جسٹس سر عبد القادر، خان بہادر شیخ نور الٰہی اور برجموہن دتاتریہ کیفی دہلوی تھے۔ انھی حضرات کی نگرانی میں ہندوستان کے منتخب ادیبوں کی ایک جماعت نے مولانا تاجور نجیب آبادی کی سرکردگی میں ۳۳ جلدوں کو ترتیب دیا۔ جن میں پیام زندگی ۱۳ جلدیں، منتخب افسانے ۱۲ جلدیں، تصویر مناظر ۳ جلدیں، تصویر جذبات ۲ جلدیں، روحانیات ایک جلد، مدائح و مراثی ایک جلد، رباعیات رواں ایک جلد، زریں افسانے ایک جلد شامل تھیں۔(۱۰) اس کے علاوہ بچوں کے لیے پیشوایانِ مذہب کی سوانح عمریاں شائع کی گئیں جن کے نام یہ ہیں: حضرت محمد، حضرت مسیح، بابا گرونانک، حضرت زرتشت، مہاتمابدھ، شری رام چندر جی، راجہ رام موہن رائے، حکیم کنفیوشش۔(۱۱)

اُردو مرکز کے تحت شائع ہونے والے ہر سلسلہ کتب کی پہلی جلد میں اردو مرکز کا تعارف اور اس کے مقاصد کو دیباچہ کے طور پر شائع کیا جاتا تھا۔ تاجور کے معاونین کے طور پر مندرجہ ذیل احباب ادبی خدمات سرانجام دیتے تھے جنھیں کارکنان اُردو مرکز کہا گیا ہے:

"اصغر گونڈوی، عابد علی عابد، شیخ ضیاء الدین شمسی، میاں تصدق حسین خالد، منوہر سہائے، انور سہسوانی، میلا رام وفا، حامد علی خاں، فاخر ہریانوی، شیر علی خان سرخوش، عبداللطیف تپش، اصغر حسین نظیر لدھیانوی، جگر مراد آبادی، مولانا گویا جہاں آبادی، سیماب اکبر آبادی، محمد ہادی حسین قریشی، سردار اودھے سنگھ شائق، مسٹر یوسف سلیم بی اے۔"(۱۲)

عابد علی عابد نے تاجور کے ساتھ مل کر منتخب افسانے اور پیام زندگی (انتخاب مراثی) کو ترتیب دیا۔(۱۳) اختر شیرانی نے اُردو مرکز میں تاجور کے معین و مددگار کی حیثیت سے کام کیا۔(۱۴)

بقول عابد علی عابد:

"علامہ تاجور نجیب آبادی نے عطر چند کپور کے تعاون سے لاہور میں اردو مرکز قائم کیا کہ اردو کا صحت مند انتخاب شائع کیا جائے۔ اس سلسلے میں اصغر گونڈوی، جگر مراد آبادی اور یاس یگانہ چنگیزی لاہور تشریف لائے کہ مولانا کی معاونت کریں۔ لاہور میں جگر، یاس اور اصغر کے اجتماع سے ادبی ہلچل پیدا ہوئی اور ہنگامے برپا ہوئے۔ شعرا عملاً دو صفوں میں منقسم ہو گئے۔ ایک جماعت مولانا تاجور کی حمایت میں کمربستہ اور دوسری جماعت کے ممتاز ارکان کا خیال تھا کہ کام کم ہو رہا ہے اور روپیہ زیادہ ضائع ہو رہا ہے۔، علاوہ ازیں یہ گمان بھی کیا گیا کہ مولانا تاجور عملاً پنجابی شعرا کے مقابلہ میں جمنا پار کے شعرا کی ایک جماعت منظم کرنا چاہتے ہیں۔ میں دونوں جماعتوں سے بہت قریب رہا ہوں اور دیانتداری سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ مولانا تاجور پنجابی اور غیر پنجابی کی تفریق کو اساس بنا کر کوئی منظم جماعت ایسی پیدا نہیں کرنا چاہتے تھے جس کی فعالیت پنجابی شعرا کے مفاد کو زک پہنچائے۔ تاہم مولانا تاجور کے متعلق جو بدگمانی پیدا ہو گئی تھی وہ قائم رہی اور مشاعروں میں کسی حد تک دھڑے بندی کے اثرات بالبداہت نظر آنے لگے۔"(۱۵)

یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اس زمانے میں اردو شعر و ادب کے فروغ کے سلسلے میں لاہور کو پورے ہندوستان میں ایک اعتبار سے مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اصغر گونڈوی کے لاہور کے قیام کے بارے میں عبد اللہ قریشی لکھتے ہیں:

"مولانا تاجور نجیب آبادی نے جب ایک ہندو ناشر عطر چند کپور کے اشتراک سے لاہور میں اردو مرکز قائم کیا تو مولانا اصغر کو یہاں بلا لیا۔ انہوں نے لاہور کی علم ریز فضا میں رہ کر کچھ عرصہ ادبی خدمات انجام دیں پھر ہندوستان اکیڈمی کے رسالے کے مدیر مقرر ہو کر الہ آباد چلے گئے۔"(۱۶)

اصغر سے اپنی ملاقات کے بارے میں عبد المجید سالک لکھتے ہیں:

"مجھے ان سے اس زمانے میں نیاز حاصل ہوا جب وہ مولانا تاجور کے "اردو مرکز" کے سلسلے میں چند ماہ کے لیے لاہور مقیم ہوئے۔"(۱۷)

عابد علی عابد، عبد اللہ قریشی اور عبد المجید سالک کے مذکورہ بالا حوالے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اردو مرکز، محض ایک اشاعتی ادارہ نہ تھا بلکہ جگر، اصغر اور یاس کے لاہور اکٹھے ہو جانے سے اس زمانے میں لاہور سب سے بڑا ادبی مرکز بن کر اُبھرا تھا اور عابد علی عابد کی اس رائے میں یقیناً صداقت ہے کہ تاجور کی ان کوششوں کا مقصد پنجابی اور غیر پنجابی ادیبوں میں صف آرائی نہیں تھا کیونکہ تاجور ہمیشہ سے اس بات کے قائل تھے کہ اُردو کو ہر طبقہ کی زبان بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اردو مرکز کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس زمانے کے بڑے بڑے ادیبوں نے اردو مرکز کے تحت ہونے والے کام کی تعریف کی۔ علامہ اقبال نے اردو مرکز کی گراں قدر خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے کہا:

"لاہور میں "اُردو مرکز" کے نام سے ایک علمی اکادمی قائم ہوئی ہے جس نے اردو ادب کی خدمت کو اپنے ذمہ لیا ہے۔ اس اکادمی کے اراکین یوپی اور پنجاب کے بعض سرگرم ادیب اور شاعر ہیں۔ اپنے دائرہ عمل میں انہوں نے اردو ادب کی اشاعت کے کام کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔ چنانچہ اس وقت زرِ کثیر کے صرف سے انہوں نے ایک سلسلہ کتب شائع کر دیا ہے جن میں اُردو نظم و نثر کا عمدہ انتخاب مندرج ہے۔ حصہ نظم کے سلسلے کا نام "پیام زندگی" ہے اور اس سلسلے میں اب تک تیرہ جلدیں چھپی ہیں۔ جن میں لکھنو کے مشہور اساتذہ کے مراثی کے انتخابات بلحاظ مضامین کیے گئے ہیں۔ حصہ نثر کا سلسلہ "منتخب افسانے" کے نام سے موسوم ہے جس میں گیارہ جلدیں طبع ہوئی ہیں اور ان میں زبان اردو کے مشہور اور مستند افسانہ نویسوں کے نتائج طبع درج ہیں۔ میرے رائے میں اس نظم و نثر کے انتخاب کرنے میں اراکین اردو مرکز نے اپنی محنت اور عمدہ مذاق کا ثبوت دیا ہے۔ طباعت بھی اچھی ہے۔ ان کا ارادہ ہے کہ آئندہ جو سلسلے شائع ہوں گے اور ان میں اردو ادب کے دوسرے شعبوں کے انتخابات درج ہوں گے۔ حتیٰ کہ علوم طبیعی اور فلسفی کو بھی شامل کیا جائے گا۔ میرے خیال میں یہ سلسلہ کتب پبلک کے لیے مفید ثابت ہو گا اور اردو خواں نوجواں میں اُردو ادب کا اچھا اور صحیح مذاق پیدا کرے گا۔"(۱۸)

علامہ اقبال کا یہ بیان کہ اس اکادمی کے اراکین، یوپی اور پنجاب کے بعض سرگرم ادیب اور شاعر ہیں، اس بات کا ثبوت ہے کہ تاجور نے اردو مرکز قائم کرتے ہوئے یوپی اور پنجاب کے ادیبوں کے درمیان تفریق کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ اردو مرکز کے ادبی کارناموں کی جہاں بڑے بڑے ادیبوں کی تعریف کی وہاں علامہ تاجور کے مخالفین، جو نیاز مندان لاہور کے نام سے جانے

جاتے تھے، نے علامہ کی مخالفت کی۔ جس کی طرف اشارہ عابد علی عابد نے اپنے ایک مضمون میں کیا ہے۔(۱۹) ان سازشوں کا ذکر تاجور اپنے ایک اداریہ میں کرتے ہیں:

"اینٹی تاجور لیگ کے کارناموں کی نوعیت حسب ذیل واقعات سے معلوم ہو سکے گی۔ میری ایک اسکیم یہ تھی کہ اردو زبان کی انبار در انبار تصانیف میں سے جاندار اور کام کے حصوں کا انتخاب شعبہ وار تاریخی ترتیب، مصنّفین کی تصاویر اور ہر شعبہ کے ارتقا پر تاریخی مقدمات کے ساتھ مجلدات میں شائع کیا جائے۔ تا کہ ہر صنف ادب کے متعلق منتخب اور کار آمد مسالہ ایک جگہ جمع ہو کر مصنّفین کو کتب خانوں کی تلاش و جستجو سے بے نیاز کر دے اور یہ بھی اندازہ کیا جا سکے کہ اردو ادب کا کون سا شعبہ کس حد تک ترقی پذیر ہو چکا ہے اور کس قدر تشنہ تکمیل ہے۔ اس اسکیم کو عملی صورت دینے کے لیے پنجاب کی مشہور فرم میسرز عطر چند کپور نے اپنا سرمایہ پیش کیا اور میں نے ملک کے منتخب اہل قلم کی ایک جماعت کو اس کام پر لگایا۔ اُردو مرکز کے نام سے یہ تحریک روشناس خلق ہو چکی ہے۔

"اینٹی تاجور لیگ" کے ممبر بھلا اس مصیبت کو کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ انہوں نے فوراً ایک منظم سازش کے ساتھ اس علمی تحریک کا مقابلہ کیا۔ پہلے تو پبلشروں پر مختلف طریقوں سے دباؤ ڈالا گیا۔ بعض بڑے بڑے ذی رسوخ حضرات کے ذریعہ انہیں سمجھا گیا کہ یہ اسکیم قطعاً ناکام ہو گی اور تمہارا سرمایہ بالکل تباہ ہو جائے گا۔ پبلشروں میں ان جوتشیوں کی پیش گوئی سے بددلی پیدا ہونے لگی تو اردو مرکز کے ڈائریکٹر سر عبدالقادر نے انہیں سمجھایا کہ یہ ساری مخالفت اس وجہ سے ہو رہی ہے کہ یہ اتنا بڑا تاریخی کام ان لوگوں کے ہاتھ نہیں ہے۔

پبلشر سر عبدالقادر کی اس صحیح تشخیص سے اس سازش کی تہ کو پہنچ گئے اور کام جاری رہا۔ اس چال میں ناکامی ہوئی تو ان حضرات نے اخباروں میں پروپیگنڈا شروع کیا۔ پھر جب اس کا بھی کچھ اثر نہ ہوا تو اردو مرکز کے کارکن ادیبوں کو ایک دوسرے سے لڑا دیا۔ کسی سے کہا "تمہاری تنخواہ فلاں سے کم ہے، یہ بے عزتی تم نے کیسے گوارا کر لی" کسی سے کہا تمہاری لیاقت کا آدمی اتنی کم تنخواہ پر اتنی دور سے کیسے آ گیا۔ آؤ ہم تمہیں فلاں فلاں فرم میں معقول تنخواہ دلوائے دیتے ہیں۔ مختصر یہ کہ اپنی غیر انسانی حرکات سے اردو مرکز کو مٹانے کی جدوجہد میں ان لوگوں نے پورے دو سال ضائع کیے۔

اُردو مرکز کے بہت سے کارکن ان کی سازش کا شکار ہو کر ان لوگوں کے ہتھے چڑھ گئے اور پھر اپنے سبز باغ میں ان غریب الوطنوں کو چھوڑ کر یہ لوگ ان کی بے کسی اور بے بسی پر قہقہے لگایا کرتے اور ان کو گھر جانے کے لیے کرایہ بھی نہ دے سکے۔ اس طوفان مخالفت میں بھی اُردو مرکز نے اردو ادب کے شاہکار ۳۳

مجلدات میں شایع کرادیے اور ان کے علاوہ بہت سے مجلدات اشاعت کے لیے تیار ہیں جو وقتاً فوقتاً شائع ہوں گے۔ اب قارئین غور فرمائیں کہ اردو مرکز کی تحریک کو اگر یہ اردو زبان کے خدائی فوجدار تکمیل کی مہلت دیتے تو کتنا عظیم الشان کام ہو جاتا؟ میسرز عطر چند کپور کی فرم اس اسکیم پر تین لاکھ روپیہ لگانے کی تجویز منظور کر چکی تھی۔ پچاس ہزار روپیہ لگا بھی چکی تھی کہ ان حضرات نے سازشوں کی ایک دیوار اس کے رستے میں حائل کر دی اور یہ نہایت مفید تاریخی کام رک گیا۔"(۲۰)

مخالفین کی سازشوں کے باوجود تاجور نے اردو مرکز کے تحت اشاعتی پروگرام جاری رکھا۔ تاجور مخالفت کوششوں کا البتہ ایک نتیجہ یہ نکلا کہ عطر چند کپور اینڈ سنز کمپنی اس اشاعتی پروگرام سے دست کش ہوگئی اور اُردو ادب سے انتخابات کی اشاعت کا سلسلہ ۳۳ جلدوں سے آگے نہ بڑھ سکا۔ دسمبر ۱۹۳۶ء میں تاجور اپنے نئے اشاعتی پروگرام کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اُردو مرکز کے اشاعتی پروگرام کی دوسری قسط اُردو مرکز کے مطبوعات کی پہلی قسط جو ۳۳ مجلدات پر مشتمل تھی اور جس کی طباعت واشاعت پر پچاس ہزار روپے کی خطیر رقم صرف ہوئی ہے ملک کے اہل نظر سے خراج پذیرائی وصول کر چکی ہے۔ مدراس اور الہٰ آباد کی یونیورسٹیوں نے ان مطبوعات کو اپنے اردو نصابوں میں داخل کر کے اردو مرکز کی کارکردگی کی داد دی۔ صوبہ پنجاب و صوبہ سرحد کی ٹیکسٹ بک کمیٹیوں نے ان پر مہر تصدیق ثبت کی۔ ملک کے ادبی نقادوں نے "اُردو مرکز" کی اس خدمت کو "خاموش مگر حیرت انگیز ادبی خدمت" بتایا۔ آج یہ مطبوعات ہر اچھے کتب خانے اور لائبریری کے لیے ایک ضرورت کی چیز کے طور پر حاصل کیے جارہے ہیں۔ اردو مرکز کی خدمت ادب کو محبت کی نگاہوں سے دیکھنے والے حضرات یہ سن کر خوش ہوں گے کہ اردو مرکز کے اشاعتی پروگرام کی دوسری قسط اشاعت کے لیے زیر ترتیب ہے۔ یہ قسط ۱۵ مطبوعات پر مشتمل ہوگی اور خدا نے چاہا تو "اُردو مرکز" کا نقش ثانی نقش اول سے زیادہ دل پذیر و نظر گیر ثابت ہوگا۔ واقعہ یہ ہے کہ "اُردو مرکز" کے سلسلہ انتخاب کے ذریعہ اردو زبان میں ایک ایسا لٹریچر فراہم ہو رہا ہے جسے ہم اپنا لٹریچر کہتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔ جو ملک کے نوجوانوں میں صالح ذہنیت پیدا کرنے کا کفیل ہو سکتا ہے۔"(۲۱)

اس نئے پروگرام میں تاجور، اردو مرکز لائبریری کے قیام کا اعلان بھی کرتے ہیں:

"اُردو مرکز" لائبریری

اُردو زبان کی بے نصیبیوں میں سے ایک یہ کمی بھی ہے کہ اردو ادب کی کوئی ایسی جامع وحاوی لائبریری ملک میں موجود نہیں جس میں اُردو زبان کے تمام ادوار کے تمام مطبوعات و مخطوطات فراہم کیے گئے ہوں۔ جنہیں دیکھ کر زبان اردو کا کوئی مورخ اس کے ہر دور کے نشو و ارتقا کا صحیح اندازہ کر سکے اور جس کی

جامعیت، اردو مصنّفین کو منتشر کتب خانوں کی چھان بین سے بے نیاز کر دے۔ "اُردو مرکز" کے کار پرداز مدت سے اس کمی کا احساس کر رہے تھے۔ شکر ہے کہ حالات کی سازگاری نے ہمیں یہ توفیق دی ہے کہ ہم پنجاب کے دارالسلطنت میں اردو مرکز لائبریری کے نام سے ایک ایسی جامع وحاوی لائبریری قائم کریں جو ہمارے مصنّفین کے تصنیفی ولولوں کو اُبھارنے کے ساتھ عام اُردو خواں پبلک کو استفادہ عام کی سہولت نصیب کرے۔ سعی کی جارہی ہے کہ اس لائبریری میں اردو لٹریچر کی بہترین مفید ترین اور ذہنیت افروز کتابیں فراہم کی جائیں۔ اسی کے ساتھ ایک ایسا دارالاخبار قائم کرنے کی تجویز ہے۔ جس میں اردو زبان کے معیاری طرز کے جراید ورسائل مہیا کیے جائیں۔ اُمید ہے کہ آیندہ مارچ ۱۹۳۸ء تک اردو مرکز لائبریری اور دارالاخبار کی رسم افتتاح ادا کی جائے گی۔"(۲۲)

علامہ تاجور یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسالہ شاہکار اور اردو مرکز کا نظم ونسق، منتظمانِ پنجاب بک ڈپو کے حوالے کر دیا ہے۔ کہتے ہیں:

"میں نے رسالہ شاہکار اور اُردو مرکز کا نظم ونسق چودھری برکت علی بی اے، چودھری نذیر احمد مدیران رسالہ "ادب لطیف" ومنتظمان پنجاب بک بورڈ لاہور کے حوالے کر دیا ہے۔ ان جواں سال وجواں کار نوجوانوں نے پنجاب بک ڈپو کو اپنی شبانہ روز مساعی سے صوبے کا اک قابل قدر اور کامیاب ترین تعلیمی بک ڈپو بنا دیا ہے۔ اب کہ مجھے کام کے آدمی مل گئے ہیں، اُمید ہو چلی ہے کہ اردو مرکز کے متعلق میرا دیرینہ شیریں خواب ایک زریں تعبیر کی صورت میں رونما ہو گا۔ جدید کارپردازوں نے آغاز کار کے طور پر اردو مرکز کے اشاعتی پروگرام کی دوسری قسط شائع کرنے کا تہیہ کیا ہے۔ یہ قسط پندرہ مجلدات پر مشتمل ہو گی اور خدا کا فضل شامل حال رہا تو چند سال میں "اردو مرکز" صحیح معنی میں ایک مرکزی حیثیت اختیار کرے گا۔"(۲۳)

پنجاب بک ڈپو کے بارے میں تاجور کے یہ سارے سہانے خواب ادھورے رہ جاتے ہیں کیونکہ پنجاب بک ڈپو، عطر چند کپور اینڈ سنز کی طرح اُردو مرکز کے اشاعتی پروگرام کے لیے سرمایہ فراہم نہ کر سکا یا دوسرے لفظوں میں دلچسپی نہ لے سکا۔ اُردو مرکز کے لیے تاجور نے بے انتہا کام کیا اور شاندار منصوبہ بندی کی لیکن یہ ادارہ، انجمن ترقی اردو کی طرح اپنی مستقل بنیادیں استوار نہ کر سکا کیونکہ اس کے سرمائے کی فراہمی کا دارومدار عوام کے چندے یا حکومتی فنڈ کی بجائے چند سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں تھا۔ مولوی عبدالحق کی انجمن ترقی اردو اس اعتبار سے خوش قسمت ہے کہ آج بھی اس کے لیے سرکاری فنڈ فراہم کیا جاتا ہے لیکن تاجور کا "اُردو مرکز" تاریخ کے صفحات میں ماضی کے سنہری دور کے طور پر گم ہو کر رہ گیا ہے۔ تاہم اردو مرکز کی تاریخی

اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ خاص طور پر پنجاب میں اُردو زبان و ادب کے فروغ اور مقبولیت کے حصول کے لیے اس ادارے کی کوشش کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

(۱) نظیر لدھیانوی، اصغر حسین خان: تذکرہ شعرا اردو، لاہور، عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول اپریل ۱۹۵۴، ص:۳۱۲

(۲) نظیر لدھیانوی: ماہنامہ پکچر (تاجور نمبر)، لاہور، سمن آباد، ۱۹۶۵ء ص:۷۰

(۳) سہیل عباس بلوچ، ڈاکٹر: شمس العلما تاجور نجیب آبادی، مضمون مشمولہ، تحقیق، جام شورو، شمارہ۲۰۰۸، 16، ص:۵۱۲

(۴) محمد اقبال خان: اصغر گونڈوی (آثار وافکار)، لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، نومبر ۱۹۹۴ء، ص:۶۵

(۵) علی محمد، ڈاکٹر: لاہور کا دبستان شاعری، لاہور، نشریات، اردو بازار، ۲۰۰۸ء ص:۳۵۹

(۶) تاجور نجیب آبادی: تاجور کی کہانی تاجور کی زبانی، ماہنامہ نگار لکھنو ۱۹۴۱ء، مشمولہ، پکچر (تاجور نمبر) لاہور ۱۹۶۵ء ص:۹

(۷) نظیر لدھیانوی: تذکرہ شعرا اردو، محولہ بالا، صفحہ ۳۱۲

(۸) تاجور نجیب آبادی: جائنٹ ایڈیٹر ہمایوں، لاہور، فروری ۱۹۲۶ء، ص:۱۷۰

(۹) تاجور نجیب آبادی: تاجور کی کہانی تاجور کی زبانی، ماہنامہ نگار لکھنو ۱۹۴۱ء، مشمولہ، پکچر (تاجور نمبر) لاہور ۱۹۶۵ء، ص:۹

(۱۰) تاجور نجیب آبادی: اردو مرکز لاہور، اشتہار، مشمولہ، شاہکار، لاہور، جولائی ۱۹۳۵ء، ص: ٹائٹل بیک

(۱۱) تاجور نجیب آبادی: اشتہار، مشمولہ، ادبی دنیا، لاہور، اکتوبر ۱۹۳۱ء، ص:ج

(۱۲) تاجور نجیب آبادی: مرتب، تصویر جذبات (جلد اول) لاہور، عطر چند کپور اینڈ سنز، س۔ن۔ ص:۱۶

(۱۳) مظفر حسین ملک: سیّد عابد علی عابد، شخصیت اور فن، مشمولہ، صحیفہ، لاہور، اپریل جون ۱۹۸۴ء، ص:۴۴

(۱۴) محمد عبداللہ قریشی: مشاہیر ادب، مضمون مشمولہ، نقوش (مکاتیب نمبر) جلد دوم، ۱۹۵۷ء، ص:۹۶۷

(۱۵) عابد علی عابد، سیّد: چند بڑے ادیب، مشمولہ نقوش (لاہور نمبر) لاہور، فروری ۱۹۶۲ء، ص:۱۰۷۹-۱۰۸۰

(۱۶) محمد عبداللہ قریشی: معاصرین اقبال کی نظر میں، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع اوّل نومبر ۱۹۷۷ء، ص:۲۶۹

(۱۷) سالک، عبدالمجید: سرگزشت، لاہور، قومی کتب خانہ، ۱۹۵۵ء، ص:۳۹۹

(۱۸) محمد اقبال، علامہ، سر: اردو مرکز لاہور کی گراں قدر خدمات، مشمولہ، ادبی دنیا، لاہور، دسمبر ۱۹۲۹، اشتہار ص: آخری

(۱۹) عابد علی عابد، سیّد: چند بڑے ادیب، مشمولہ (لاہور نمبر) فروری ۱۹۶۲ء، ص:۱۰۸۰

(۲۰) تاجور نجیب آبادی: حال و قال، مشمولہ ادبی دنیا، لاہور، فروری مارچ ۱۹۳۲ء، ص:۲۱۵

(۲۱)تاجور نجیب آبادی: اداریہ، مشمولہ شاہکار، لاہور، دسمبر ۱۹۳۶ء، ص:۲
(۲۲)تاجور نجیب آبادی: اداریہ، مشمولہ شاہکار، لاہور، محولہ بالا ص:۳
(۲۳)تاجور نجیب آبادی: اداریہ، مشمولہ شاہکار، لاہور، محولہ بالا، ص:۵

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havalajat

1. Nazeer Ludhyanavi: *Tazkara Shu'arā Urdu*, Lahore, Eshrat Publishing House, April 1954, p. 314.
2. Nazeer Ludhyanavi: *Mahnāma Picture (Tajwar Number)*, Lahore, 1965, p. 70.
3. Sohail Abbas Bloch, Dr.: *Tajwar Najeebabadi*, Maqālah Mashmūlah, *Teḥqīq*, Jāmshoro, 2008, p. 512.
4. Muhammad Iqbal Khan: *Asghar Gondvi (Āsār o Afkār)*, Lahore, Maghribi Pakistan Urdu Academy, Nov 1994, p. 65.
5. Ali Muhammad, Dr.: *Lahore ka Dabistān-e-Shā'irī*, Lahore, Nashriyāt, 2008, p. 359.
6. Tajwar Najeeb Abadi: *Tajwar ki Kahani Tajwar ki Zubāni*, *Picture (Tajwar Number)*, Lahore, 1965, p. 9.
7. Nazeer Ludhyanavi: *Tazkara Shu'arā Urdu*, Maḥallah Bālā, p. 312.
8. Tajwar Najeeb Abadi: *Joint Editor, Hamāūn*, Lahore, Feb 1926, p. 170.
9. Tajwar Najeeb Abadi: *Tajwar ki Kahani Tajwar ki Zubāni*, *Picture*, Lahore, 1965, p. 9.
10. Tajwar Najeeb Abadi: *Ishtehār*, Mashmūlah, *Shāhkār*, Lahore, July 1935, p. (Title Back).
11. Tajwar Najeeb Abadi: *Ishtehār*, Mashmūlah, *Adabī Duniyā*, Lahore, October 1931, p. (Unspecified).
12. Tajwar Najeeb Abadi: *Murattab, Tasvīr-e-Jazbāt (Jild Awwal)*, Lahore, Atay Chand Kapoor, p. 16.
13. Muzaffar Hussain Malik: *Syed Abid Ali Abid – Shakhsiyat aur Fun*, *Sahifa*, Lahore, April 1984, p. 44.
14. Muhammad Abdullah Qurashi: *Mashāhīr-e-Adab*, *Naqūsh (Makatīb Number)*, 1957, p. 967.
15. Syed Abid Ali Abid: *Chand Bharay Adeeb*, Mashmūlah *Naqūsh (Lahore Number)*, Feb 1962, p. 1080.

16. Muhammad Abdullah Qurashi: *Mu‘āsirīn Iqbāl kī Nazar Mein*, Lahore, Majlis Taraqqī Adab, 1977, p. 26.
17. Abdul Majeed Salik: *Sarguzasht*, Lahore, Qaumī Kitāb Khāna, 1955, p. 399.
18. Allama Muhammad Iqbal: *Urdu Markaz kī Girānqadr Khidmat*, *Adabī Duniyā*, Lahore, Dec 1929, p. (Last Page).
19. Syed Abid Ali Abid: *Chand Baray Adeeb*, Mashmūlah *Naqūsh (Lahore Number)*, Feb 1962, p. 1080.
20. Tajwar Najeeb Abadi: *Hāl-o-Qāl*, Mashmūlah, *Adabī Duniyā*, Lahore, Feb-March 1932, p. 215.
21. Tajwar Najeeb Abadi: *Idāriyah*, Mashmūlah *Shāhkār*, Lahore, December 1936, p. 2.
22. Tajwar Najeeb Abadi: *Idāriyah*, Mashmūlah, Maḥallah Bālā, p. 3.
23. Tajwar Najeeb Abadi: *Idāriyah*, Mashmūlah *Shāhkār*, Maḥallah Bālā, p. 5.